

ابو معشر السندی ثم المدنی

ظہور احمد اظہر

پہلی صدی ہجری کے آخر میں سندھ میں اسلام کے فاتحانہ داخلے کے بعد ہلاک سندھ پر عربوں کی براہ راست حکمرانی کا عرصہ اگرچہ مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی اور ثقافتی لحاظ سے چنداں مؤثر بھی نہیں تھا اور جو تھوڑے بہت اثرات مرتب ہوئے ان کے آثار پوری طرح محفوظ نہیں صرف دھندلے سے نقوش ادھر ادھر بکھرے ہوئے ملتے ہیں، لیکن بایں ہمہ دوسری صدی ہجری کے اہل علم میں بعض نام ایسے بھی مل جاتے ہیں جن کا سر زمین سندھ سے کوئی نہ کوئی تعلق رہا اور انہوں نے علوم اسلامیہ کی ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔ سندھ سے تعلق رکھنے والے ایسے لوگ شعر و ادب کی نسبت حدیث و فقہ کے میدان میں زیادہ ہیں۔ علوم حدیث کی خدمات کے سلسلے میں ہلاک سندھ کے جن بزرگوں کے نام آتے ہیں ان میں سے ایک نام شیخ ابو معشر السندی ثم المدنی البغدادی کا بھی ہے۔ اس عہد کے جو اہل علم سندھ کی نسبت سے مشہور ہوئے وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ تھے جو اصلاً ہلاک عرب سے تعلق رکھتے تھے مگر سر زمین سندھ میں وارد ہونے کے باعث سندھی کہلائے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو اصلاً تو سندھی ہی تھے مگر بعد میں وہ ہجرت کر کے ہلاک عرب میں مستقلاً آباد ہو گئے۔ ابو معشر السندی کا تعلق اسی مؤخر الذکر گروہ سے ہے۔

شیخ ابو معشر السندی زیادہ تر اپنی کنیت سے ہی متعارف و مشہور ہیں۔ چنانچہ سیرت، تاریخ، حدیث اور کتب اسماء الرجال میں ان کا تذکرہ اسی کنیت کے ساتھ ملتا ہے۔ تراجم اور سیر رجال کی کتابوں میں جہاں ان کا نام

ذکر کیا گیا ہے اس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ابن ندیم، حافظ شمس الدین الذہبی، ابن العماد الحنبلی، حافظ ابن حجر اور خطیب بغدادی نے ان کا نام نجیح بن عبدالرحمن لکھا ہے، یاقوت نے۔ بھی اسی قول کا اتباع کیا ہے ۲۔ ابو بشر محمد الدولابی نے ان کا نام ”ابو معشر یحیٰ السنّدی مولیٰ ابن ہاشم“ لکھا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ ”میں نے العباس بن محمد سے سنا ہے کہ یحیٰ بن معین کہا کرتے تھے کہ ابو معشر کا نام نجیح ہے اور وہ ام موسیٰ کے آزاد کردہ غلام تھے،“ ۳، خطیب بغدادی نے شیخ ابو معشر کے ایک پوتے ابوبکر الحسین بن محمد بن ابی معشر کا ایک قول نقل کیا ہے کہ غلام بنانے کے لئے گرفتار ہونے سے قبل ابو معشر کا نام عبدالرحمن بن الولید بن ہلال تھا لیکن جب پکڑے گئے اور مدینہ میں جا کر فروخت کئے گئے تو انہیں بنو اسد کے بعض لوگوں نے خرید لیا اور ان کا نام نجیح رکھا، پھر خلیفہ الہادی بن المہدی کی والدہ ام موسیٰ نے انہیں بنو اسد سے خرید کر آزاد کر دیا، چنانچہ ان کی میراث بنو ہاشم میں منتقل ہو گئی اور دیت یا خون بہا ادا کرنے کی ذمہ داری بنو حمیر ہی میں رہی۔ ابو بکر مذکور نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابو معشر خود کو حنظلہ بن مالک کی اولاد سے شمار کرتے تھے اور اپنا سلسلہ نسب حضرت آدم سے جا ملاتے تھے، لیکن یہ بھی کہا کرتے تھے کہ بنو حنظلہ میں اپنے سلسلہ نسب کی نسبت ہمیں بنو ہاشم کی ولاء (آزاد کردہ غلام ہونا) زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔ ابو بکر الحسین بن محمد بن ابی معشر کا یہ قول تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ حافظ ابن حجر اور ابن العماد نے بھی نقل کیا ہے۔

(۱) الفہرست ص ۹۳، تذکرۃ الحفاظ ۱: ۲۱۶، العبر: ۲۵۸، شذرات الذہب ۱: ۲۷۸،

تہذیب التہذیب ۱۰: ۳۱۹، تاریخ بغداد ۸: ۳۲۷۔

(۲) معجم البلدان ۳: ۲۶۷

(۳) الکنى ۲: ۱۲۰۔

(۴) شذرات الذہب ۱: ۲۷۸، تاریخ بغداد ۸: ۳۲۷۔

شیخ ابو معشر کے پوتے ابوبکر الحسین ابن محمد کا یہ بیان اگر تسلیم کر لیا جائے تو پھر ان کا سندھی ہونا مشکوک ہو جاتا ہے۔ شیخ کے ایک اور پوتے داؤد بن محمد ابن ابی معشر کا ایک قول اس مسئلے کو اور بھی پیچیدہ بنا دیتا ہے کہ ابو معشر اصل میں یمن کے رہنے والے تھے ۱۔ لیکن الیمامہ اور البحرین میں یزید بن المہلب کی جنگ میں گرفتار ہو گئے تھے۔ حافظ شمس الدین الذہبی کا یہ قول معاملے کو اور بھی الجھا دیتا ہے ”وقیل له السندی من قبیل اللقب بالضد،“ (انہیں سندی کے لقب سے یاد کیا جانا ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنی ضد سے ملقب ہو جائے) ۲۔ یعنی ”برعکس نہادند نام زندگی کافور، اور اس کی وجہ الذہبی کے نزدیک یہ ہے کہ ابو معشر سفید نیلے رنگ کے موٹے تازے آدمی تھے۔

یہ اقوال اور روایات چونکہ بظاہر اس بات کی نفی کرتی ہیں کہ شیخ ابومعشر السندی کو سرزمین سندھ سے کوئی نسبت یا تعلق تھا اس لئے ان کا تجزیہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ شیخ کے پوتے ابوبکر الحسین ابن محمد والی روایت سے تین باتوں کا علم ہوتا ہے :

۱۔ شیخ ابومعشر گرفتار ہو کر غلام بن گئے اور ام موسیٰ ابن المہدی نے انہیں خرید کر آزاد کیا اور یہ کہ شیخ کا نام غلامی سے قبل عبدالرحمن بن الولید بن ہلال تھا مگر غلامی میں ان کا نام نجیح پڑا۔

۲۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شیخ چونکہ یمن کے بنو حمیر سے تعلق رکھتے تھے اس لئے غلامی سے آزاد ہونے کے بعد وہ بنو ہاشم کے مولیٰ قرار پائے اس لئے وراثت بنو ہاشم میں منتقل ہو گئی لیکن دیت کی ذمہ داری ان کے اپنے قبیلے بنو حمیر کے ذمہ رہی۔

(۱) تہذیب التہذیب ۱۰۵: ۳۱۹^۴

(۲) العبر ۱: ۲۵۸

۳۔ شیخ ابو معشر خود کو حنظلہ بن مالک بن زید مناة بن تمیم کی اولاد سے شمار کرتے تھے اور عربوں کی طرح اپنا سلسلہ نسب آدم سے جا ملاتے تھے۔

اب اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ روایت تضادات کا مجموعہ ہے اور اپنی تردید آپ ہے۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ عرب اپنے غلاموں کے نام تبدیل کر کے خوبصورت اور نیک فال قسم کے نام رکھا کرتے تھے۔ لیکن یہ تک ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ عبدالرحمن ابن الولید کا جب نام تبدیل ہوا تو وہ نجیح بن الولید کے بجائے نجیح بن عبدالرحمن کیوں کر مشہور ہوئے؟! کسی شخص کا اپنا نام تبدیل ہونا یا تبدیل کرنا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن باپ کا نام تبدیل کرنا محل نظر ہے۔ اور وہ بھی شخص مذکور کے اپنے سابقہ نام سے، یعنی وہ خود ہی نجیح اور خود ہی عبدالرحمن ہیں مگر ہیں نجیح بن عبدالرحمن، خود ہی بیٹا اور خود ہی باپ!

نکتہ نمبر ۲ اور ۳ کو باہم ملا کر پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ ابو معشر بیک وقت بنو حمیر سے بھی ہیں (یعنی یمنی عرب جو حمیر بن مباء بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی اولاد ہیں) اور حنظلہ بن مالک بن زید مناة بن تمیم (یعنی شمالی عرب جو مضر بن نزار بن معد بن عدنان کی اولاد ہیں) سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ تو گویا یہ روایت جنوب و شمال اور عدنان و قحطان کو ملاتی بھی ہے اور وہی باپ اور وہی بیٹا بنا کر ابو معشر کے سندھی ہونے کو مشکوک بنانا چاہتی ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اس روایت کو تسلیم کر کے ابو معشر کے سندھی ہونے کو مسترد کرتے ہیں یا اس روایت کو مسترد کر کے ان کے سندھی ہونے کو تسلیم کرتے ہیں۔

اب لیجئے دوسری روایت کو جو شیخ ابو معشر کے دوسرے پوتے شیخ داؤد بن محمد بن ابی معشر سے منسوب ہے۔ یہ روایت بھی دو اہم باتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ایک تو یہ کہ ابو معشر اصلاً یمنی تھے۔ دوسری یہ کہ وہ

ایمامہ اور البحرین میں یزید ابن المہلب کی جنگ میں گرفتار ہوئے اور غلام بنائے گئے۔ یہاں پر چند سوالات ذہن میں ابھرتے ہیں جن کے جوابات کے نتیجے میں اس روایت کی حیثیت کے بارے میں فیصلہ ممکن ہوگا:

۱۔ یمن کا رہنے والا ابو معشر ایمامہ اور البحرین میں کیوں کر گرفتار ہوا؟

۲۔ یہ گرفتاری بیک وقت ایمامہ اور البحرین میں ہوئی یا ایک مرتبہ ایمامہ میں اور دوسری مرتبہ البحرین میں ہوئی؟

۳۔ یہ گرفتاری کس حیثیت میں ہوئی؟ ایک غیر مسلم کی حیثیت سے کسی اسلامی لشکر کے خلاف لڑتے ہوئے یا مسلمان باغی کی حیثیت سے خلافت اسلامیہ کے خلاف بغاوت کرنے والی فوج کے ساتھ مل کر؟ اگر پہلی صورت ہے تو جو علاقے خلافت راشدہ کے ابتدائی ایام میں حلقہ ہگوش اسلام ہو چکے تھے وہاں ایسا لشکر کفار کہاں سے آگیا تھا؟ اور اگر دوسری صورت ہے تو مسلمان باغی کی سزا قتل ہے یہ مسلمان کو مسلمان کے ہاتھوں غلام بنا کر فروخت کرنے کا جواز کہاں سے پیدا ہوا؟

۴۔ یزید بن المہلب نے ایمامہ اور البحرین میں کب جنگ لڑی اور کس کے خلاف لڑی؟ کیونکہ تاریخ اسلام میں یزید بن المہلب کی کسی ایسی لڑائی کا ذکر نہیں ملتا جو اس نے ایمامہ یا البحرین میں لڑی ہو۔ یہ یزید بن المہلب (متوفی ۱۰۲ھ بمطابق ۷۲۰ع) وہ ہے جو ۸۳ھ میں اپنے والد المہلب بن ابی صفہ کی وفات پر اس کے جانشین کے طور پر خراسان کا گورنر مقرر ہوا اور چھ سال تک اسی منصب پر فائز رہا، پھر حجاج نے عبدالملک کے ساتھ مشورہ کر کے نہ صرف اسے گورنری سے معزول کر دیا بلکہ قید بھی کر دیا۔ ابن خلدون کے قول کے مطابق وہ ۸۶ھ سے ۹۰ھ تک اپنے دوسرے

بھائیوں کے ساتھ قید رہا، پھر بھاگ نکلا اور سلیمان بن عبد الملک کے توسط سے ولید بن عبد الملک خلیفہ وقت سے امان حاصل کی سلیمان نے اسے اپنے عہد خلافت میں عراق و خراسان کا نائب الخلافت مقرر کیا۔ ۱۰۰ھ میں حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے معزول کر کے قید کر دیا جہاں سے وہ ۱۰۱ھ میں بھاگ نکلا اور یزید بن عبد الملک کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے بصرہ پر قبضہ کر لیا اور بالآخر ۱۰۲ھ میں واسط اور بغداد کے درمیان العقر کے مقام پر مسلمہ بن عبد الملک کے ہاتھوں قتل ہوا۔ جو کتب تاریخ میری نظر سے گزری ہیں ان میں یزید کا یمن میں کسی حیثیت سے آنا یا البحرین و یمامہ میں جنگ کرنا کہیں مذکور نہیں۔

۵۔ قطع نظر اس کے کہ داؤد بن محمد المعشری والی روایت یہ بات واضح نہیں کرتی کہ ابو معشر اس جنگ میں کس حیثیت سے شریک ہوئے اور پھر گرفتار ہو کر غلام بنائے گئے، اگر یہ درست بھی مان لی جائے تو پھر داؤد کے بھائی ابوبکر الحسین بن محمد والی روایت کے ان الفاظ کو کیا معنی پہنائے جائیں گے: ”کان اسم ابی معشر قبل ان یسرق عبدالرحمن بن الولید بن ہلال فسرق ویبع فی المدینۃ فاشترہ قوم من بنی اسد فسموه نجیحا، (یعنی غلام بنانے کے لئے چرائے جانے سے قبل ابو معشر کا نام عبدالرحمن بن الولید بن ہلال تھا، جب وہ چرائے گئے اور مدینہ میں فروخت کئے گئے تو بنو اسد کے لوگوں نے انہیں خریدا اور نجیح نام رکھا) !

گزشتہ روایت کی طرح اس روایت کے اندر بھی تضاد اور تعارض پایا جاتا ہے اس لئے اذا تعارضا تساقطا کے اصول پر ہر دو روایات کو ہم مسترد کر سکتے ہیں، رہا حافظ ذہبی کا یہ قول کہ ”ان کا سندھی کھلانا ملقب بضد ہونے کے مشابہ تھا کیونکہ ان کا رنگ سفید اور نیلا تھا، تو یہ بھی ایک

(۱) تاریخ ابن خلدون ۳: ۶۴، وفیات الاعیان ۵: ۳۲۲

(۲) شذرات الذهب ۱: ۲۷۸۔

قسم کا تسامح معلوم ہوتا ہے کیونکہ کسی کا سفید ہونا اور ساتھ ہی سندھ کا باشندہ ہونا بعید از امکان تو نہیں!؟ سندی کے لئے کالا ہونا کوئی لازمی شرط تو نہیں؟! بہر حال ہمارے سامنے دیگر شواہد بھی ایسے موجود ہیں کہ جن کی بنیاد پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ابو معشر یقیناً سندھی تھے مثلاً:

۱۔ الفضل بن ہارون کا بیان ہے کہ شیخ ابو معشر السندی کے فرزند محمد بن ابی معشر کہا کرتے تھے کہ ”کان ابی سندیا اخرم خیاطا، قالوا: وکیف حفظ المغازی؟ قال: کان التابعون یجلسون الی استاذہ فکانوا یتذاکرون المغازی فحفظ“، (میرے والد ایک سندھی تھے اور ناک چھدی ہوئی تھی، درزی کا کام کرتے تھے، جب لوگوں نے پوچھا کہ انہوں نے غزوات کی تاریخ کیوں کر یاد کر لی؟ تو محمد بن ابی معشر نے بتایا کہ تابعین میرے والد کے استاذ کے پاس بیٹھ جاتے تھے اور غزوات کی تاریخ دھراتے رہتے تھے، اس طرح میرے والد نے بھی غزوات کی تاریخ یاد کر لی)۔

۲۔ حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک بات جو اکثر اصحاب تراجم نے ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ مشہور راوی اور محدث ابو نعیم کہا کرتے تھے: ”کان ابو معشر سندیا و کان الکن و کان یقول: حدثنا محمد بن قعب یرید کعب“، (یعنی ابو معشر سندھ کے رہنے والے تھے، ان کی زبان میں لکنت تھی، اور کہا کرتے تھے کہ محمد بن قعب یعنی کعب نے ہم سے بیان کیا) گویا عجمی ہونے کے باعث کاف کو قاف پڑھتے تھے، اس بیان سے ابو معشر کا غیر عرب (غیر یمنی) ہونا بھی ثابت ہے اور سندھ کا باشندہ ہونا بھی واضح طور پر ثابت ہے ۱۔

۳۔ مولانا ابو ظفر ندوی نے تاریخ سندھ (ص ۳۵۸) میں سندھ کے جن اہل علم کا ذکر کیا ہے ان میں ابو معشر سندھی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے

ہیں کہ دوسری صدی ہجری میں سندھ سے جو جنگی قیدی حجاز لائے گئے ان میں ابو معشر بھی تھے، متعدد خاندانوں میں بطور غلام فروخت ہوتے رہے لیکن ہر جگہ علم کے چشمہ سے سیراب ہوتے رہے اور بالآخر علم حدیث، مغازی اور فقہ میں باکمال بن کر دنیا کے سامنے ظاہر ہوئے۔

۴۔ السمعانی نے اپنی کتاب الانساب (ص ۳۱۳) میں دو قسم کے سندھیوں کا ذکر کیا ہے ایک تو وہ ہیں جو حقیقت میں بلاد سندھ سے نسبت رکھتے ہیں دوسرے وہ جو بلاد سندھ سے تو کوئی نسبت نہیں رکھتے لیکن ان کے نام ”سندی“ مشہور تھے۔ حقیقت میں یہ لوگ سندھ سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے صرف ان کے ناموں سے ان کے سندھی ہونے کا اشتباہ پیدا ہوتا ہے، ابو معشر کو السمعانی نے بھی پہلی قسم کے لوگوں میں شمار کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ السمعانی کے نزدیک بھی شیخ ابو معشر سندھی تھے۔

حضرت ابو معشر کے والد کے بارے میں تاریخ و سیر رجال کی کتابوں میں کہیں اشارہ نہیں ملتا لیکن ان کے والد کا نام (عبدالرحمن) یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ بھی اسلام سے مشرف ہوئے ہوں گے، والد سے آگے کے سلسلہ نسب میں غالباً کوئی عربی نام نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ صحیح ترین قول کے مطابق ابو معشر کے سلسلہ نسب میں والد کے بعد دادا کا نام کہیں مذکور نہیں، سندھ سے حجاز میں لائے جانے کے بعد ابو معشر کو بنو مخزوم کی ایک عورت نے خرید لیا تھا، اسلام میں غلاموں کو یہ خصوصی رعایت تھی کہ اگر وہ محنت مزدوری کر کے اپنے آقا کو معاوضہ ادا کر دیں تو وہ آزاد ہوسکتے ہیں، ابو معشر نے بھی بنو مخزوم کی اس خاتون کے ساتھ معاملہ طے کر کے اپنی آزادی کا معاوضہ ادا کر دیا تھا، آزاد کردہ غلاموں کے سلسلے میں یہ بھی ایک رواج تھا کہ ان کی وراثت کے حقدار وہی لوگ ہوتے تھے جن کے ہاتھ سے وہ آزاد ہوتے تھے، اس حق کو ”ولاء“ کہا جاتا تھا اور یہ حق بھی

خرید و فروخت یا ہبہ کے ذریعہ منتقل ہو جاتا تھا، چنانچہ ابو معشر کا یہ حق وراثت یا ولاء خلیفہ الہادی کی ماں ام موسیٰ نے بنی مخزوم کی اس خاتون سے خرید لیا تھا، بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ ام موسیٰ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

آزاد ہو جانے کے بعد حضرت ابو معشر مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو گئے اور ۱۶۰ھ تک وہیں مقیم رہے، پہلی اور دوسری صدی ہجری کے دوران حجاز میں علوم الحدیث اور اخبار و مغازی کے بڑے چرچے رہے۔ اسلامی خلافت کے دوسرے علاقے اور شہر فکری اور سیاسی طور پر اضطراب کا شکار رہے لیکن حجاز میں نسبتاً سکون رہا اور اسلام کا مرکز و منبع ہونے کی حیثیت سے یہاں کے علماء نے حدیث نبوی کی خصوصی خدمات انجام دیں۔ ابو معشر بھی اسی حجازی ماحول میں رنگے گئے۔ وہ درزی کا کام کرتے تھے اور اس کے ساتھ ہی اہل علم کی مجالس میں حاضر ہو کر مستفیض بھی ہوتے تھے۔ اس طرح انہوں نے روایت حدیث میں شامل ہونے کے علاوہ غزوات رسول کی تاریخ میں ایک خاص اور ممتاز مقام حاصل کر لیا۔ انہوں نے اس موضوع پر جو کتاب المغازی مرتب کی تھی وہ اگرچہ اب مفقود ہے اور ابن ندیم کی الفہرست ۲ میں اس کا نام ہی نام ملتا ہے لیکن اس سے بعد میں سیرت نبوی پر لکھنے والوں نے بہت استفادہ کیا۔ الواقدی نے اپنی کتاب مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابو معشر کی اس کتاب سے بہت کچھ اخذ کیا۔ ویسے بھی الواقدی ابو معشر کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔

ابو معشر السنندی کا زمانہ کبار تابعین کا زمانہ ہے لیکن انہیں خود بھی تابعی ہونے کا شرف حاصل ہو گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک

(۱) حوالہ سابق۔

(۲) ص ۹۳، مطبوعہ لبک، ۱۸۷۱ع۔

مسلمانوں کے بڑے قبرستان میں دفن ہوئے۔ شیخ کی نماز جنازہ خلیفہ ہارون الرشید نے پڑھائی تھی ۱۔

حضرت ابو معشر کی وفات کے بعد کافی مدت تک ان کا خاندان اہل بغداد کے لئے مرکز فیوض بنا رہا۔ اس خاندان میں بعض نہایت قابل احترام اور نامور ہستیاں پیدا ہوئیں، جن میں ان کے ایک فرزند اور دو پوتے بہت ممتاز ہوئے اور یہاں ان کا اجمالی تذکرہ دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔

حضرت ابو معشر السندی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ابو عبد الملک محمد بن نجیح ابی معشر بن عبد الرحمن السندی المدنی ثم البغدادی ثقہ روات حدیث میں سے تھے۔ شیخ الاسلام امام ابو محمد عبد الرحمن ابن ابی حاتم الرازی صاحب کتاب الجرح و التعديل ایک مستند محدث تھے اور فن اسماء الرجال پر گہری نظر رکھتے تھے، وہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے والد امام ابو حاتم الرازی سے شیخ محمد بن نجیح مذکور کے بارے میں دریافت کیا تو وہ کہنے لگے: کتبت عنه و محله الصدق (کہ میں نے ان کی احادیث بھی لکھی ہیں اور وہ صدق گفتار بھی تھے) ۲ شیخ ابو عبد الملک مذکور تبع تابعین میں سے تھے۔ حافظ ابن حجر اور خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ انہیں اپنے والد (جو تابعی تھے) کے علاوہ ابن ابی ذؤیب اور ابو بکر الہندی کی صحبت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ وہ اپنے والد کی کتاب المغازی کا درس بھی دیتے تھے۔ شیخ ابو معشر کے علاوہ نضر بن منصور العنبری اور ابو نوح الانصاری سے بھی حدیث روایت کرتے تھے۔ شیخ ابو عبد الملک سے روایت کرنے والوں میں امام ابو عیسیٰ الترمذی کے علاوہ ابن ابی الدنیا، ابو حاتم الرازی، ابن جریر الطبری، ابو بکر ابن المجذر، ابو حامد الحضرمی، ابو یعلیٰ الموصلی، محمد بن الیث الجوهری اور ان کے دونوں بیٹوں، یعنی الحسین بن محمد السندی اور داؤد بن محمد السندی

(۱) کتاب الانساب ص ۳۱۳، العبر ۱: ۲۵۸، شذرات الذهب ۱: ۲۷۸۔

(۲) کتاب الجرح و التعديل ۳: ۱۱۰۔

کے نام بھی شامل ہیں۔ ۵۲۷ھ میں جب وہ فوت ہوئے تو ان کی عمر ۹۹ سال آٹھ دن تھی ۱۔ خطیب نے محمد بن ابی معشر کی ایک حدیث بھی نقل کی ہے جو وہ اپنے والد ابو معشر کے واسطے سے نافع عن ابن عمرؓ والی سند سے روایت کرتے ہیں۔ وہ حدیث یہ ہے: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل مسكر خمر و ما اسكر كثيره فقليله حرام (کہ ہر نشہ آور شی شراب ہے، اور جو چیز اگر زیادہ ہو تو نشہ آور ثابت ہوتی ہو تو پھر وہ اگر تھوڑی بھی ہو تب بھی حرام ہے)۔

ابو معشر السندی کے ایک پوتے ابو بکر الحسین بن محمد بن ابی معشر السندی المدنی ثم البغدادی، جو ابو بکر المعشری کے نام سے زیادہ مشہور تھے، بھی روایت حدیث میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد محمد بن ابی معشر کے علاوہ محمد بن ربیعہ اور وکیع بن الجراح سے حدیث کی سند لی۔ ابو بکر المعشری سے روایت کرنے والوں میں محمد بن احمد الحکیمی، اسماعیل بن محمد الصفار، علی بن اسحاق المادرائی اور ابو عمرو ابن السماک بھی شامل ہیں۔ ابن حبان نے ابو بکر المعشری کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ البتہ ابو الحسین علی ابن المنادی اور عبد الباقي بن قانع انہیں ضعفاء میں سے شمار کرتے تھے ۲۔ ابن المنادی کہتے ہیں کہ ابو بکر المعشری، جو ابو معشر المدنی کی اولاد سے ہیں، بغداد کے شارع خراساں میں رہتے تھے اور وکیع ابن الجراح سے روایت کرتے تھے، چونکہ وہ ثقہ راوی نہ تھے اس لئے لوگوں نے ان سے حدیث روایت کرنا ترک کر دیا تھا۔ ابو بکر المعشری ۹ رجب ۵۲۷ھ میں فوت ہوئے۔ خطیب نے ان کی دو حدیثیں بھی نقل کی ہیں۔ ان میں سے ایک تو حضرت بریدہ والی حدیث ہے جو ابو بکر المعشری مذکور نے اپنے والد محمد بن ابی معشر اور استاذ وکیع بن الجراح کے واسطے سے روایت کی ہے: قال رسول الله

(۱) تہذیب التہذیب ۹: ۳۸۷، تاریخ بغداد ۸: ۹۱

(۲) لسان المیزان ۲: ۳۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم : علیکم ہدیا قاصدا فانہ من یشاد ہذا الدین یغلبہ (کہ تم اعتدال کی راہ راست پر چلو کیونکہ جس نے اس دین پر غلبہ پانے کی کوشش کی یہ دین اس پر غالب آئے گا) اور دوسری حدیث حضرت قیس بن عبادہ سے مروی ہے۔ یہ حدیث بھی ابو بکر مذکور نے اسی مذکورہ بالا واسطے سے نقل کی ہے۔

کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکرہون رفع الصوت عند الجنائز و عند القتال و عند الذکر (کہ صحابہ کرام جنازے میں، میدان جنگ میں اور ذکر الہی کے وقت آواز بلند کرنے کو ناپسند کرتے تھے)۔

شیخ ابو معشر کے دوسرے پوتے داؤد بن محمد ابو سلیمان المعشری بھی روایت حدیث میں شمار ہوتے ہیں۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ وہ اپنے دادا کی کتاب المغازی اپنے والد کے واسطے سے روایت کیا کرتے تھے اور ان سے یہ کتاب احمد بن کامل القاضی نے روایت کی ہے ۲۔

شیخ ابو معشر السندی کے خاندان کے اس اجمالی تذکرے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان اہل علم کی فہرست پیش کردی جائے جن سے انہوں نے علم اخذ کیا یا جنہوں نے آگے ان سے استفادہ کیا، اس کے بعد ان کے علمی مقام اور خدمات سے بحث کی جائے گی۔

ابو معشر السندی کے اساتذہ :

- ۱۔ ابو محمد سعید بن المسیب بن حزن القرشی المخزومی المتوفی ۹۴ھ، جن کے بارے میں ابن حجر کا قول ہے کہ اتفقوا علی ان مرسلاتہ اصح المراسیل اور ابن المدینی کہا کرتے تھے کہ لا اعلم فی التابعین اوسع علما منہ ۳۔
- ۲۔ ابو حمزہ محمد بن کعب بن سلیم القرظی الکوفی ثم المدنی المتوفی

- ۵۱۲۰۔

(۱) تاریخ بغداد ۸ : ۹۱۔

(۲) ایضا ۸ : ۳۷۶۔

(۳) تہذیب ۴ : ۸۴، کتاب الجرح والتعديل ۲ : ۵۹۔

- ۳ - ابو سعد سعید بن کیسان المقبری المدنی اللیثی المتوفی ۱۲۶ھ -
 ۴ - ابو یرده الحارث بن ابی موسی الاشعری التابعی المتوفی ۱۰۴ھ -
 ۵ - ابو عبدالله هشام بن عروہ بن الزبیر بن العوام الاسدی المتوفی ۱۴۵ھ -
 ۶ - موسی بن یسار المطلبی جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ
 میں سے ہیں۔

۷ - ابو عبدالله نافع الفقیہ المدنی مولیٰ عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہما
 جن کے بارے میں امام بخاری کا قول ہے کہ اصح الاسانید مالک عن نافع عن
 ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

- ۸ - ابو عبدالله محمد بن المنکدر التیمی المدنی التابعی المتوفی ۱۳۱ھ -
 ۹ - ابو ابراہیم محمد بن قیس المدنی مولیٰ یعقوب القبطی جو حضرت عمر
 بن عبدالعزیز کے قاضی بھی تھے۔
 ۱۰ - محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص اللیثی المدنی۔

ابو معشر السندی کے تلامذہ :

- ۱ - امام ابو عبدالله سفیان بن سعید الثوری الکوفی المتوفی ۱۶۱ھ، (۲)
 ابو الحارث اللیث بن سعید الفہمی المصری المتوفی ۱۷۵ھ (۳) ابو محمد عبدالله
 بن ادريس الاودی الکوفی المتوفی ۱۹۲ھ (۴) ابو عبدالملک محمد بن ابی معشر
 السندی المتوفی ۲۴۷ھ (۵) ابو معاویہ ہشیم ابن بشیر السلمی الواسطی المتوفی
 ۱۸۳ھ (۶) ابو سعید عبدالرحمن بن مہدی العنبری البصری المتوفی ۱۹۸ھ
 (۷) ابو النضر ہاشم بن القاسم اللیثی البغدادی المتوفی ۲۰۷ھ، (۸) ابو سفیان
 وکیع بن الجراح الکوفی المتوفی ۱۹۷ھ (۹) ابو الاشہب ہوذہ بن خلیفہ الثقفی
 البکراوی البصری ثم البغدادی (۱۰) عثمان بن عمر العبدی البخاری ثم البصری
 (۱۱) ابو الخطاب محمد بن سواء السدوسی العنبری البصری المتوفی ۱۸۱ھ

(۱۲) القاضی محمد بن عمر الاسلمی الواقدی المدنی المتوفی ۵۲۰۷ھ، صاحب المغازی، (۱۳) ابو ضمہ انس بن عیاض اللیثی المدنی المتوفی ۵۲۰۰ھ (۱۴) ابو عبد اللہ محمد بن بکار الهاشمی الرصافی البغدادی المتوفی ۵۲۳۸ھ (۱۵) ابو نصر منصور بن ابی مزاحم التركي البغدادی المتوفی ۵۲۳۵ھ (۱۶) ابو عثمان سعید بن منصور الخراسانی المتوفی ۵۲۲۷ھ (۱۸) ابو الحسن عاصم بن علی التیمی الواسطی المتوفی ۵۲۲۱ھ (۱۹) ابو الریح سلیمان بن داؤد العتکی الزهرانی البصری المتوفی ۵۲۳۴ھ (۲۰) ابو یعقوب اسحاق بن عیسی الطباع البغدادی المتوفی ۵۲۱۴ھ (۲۱) ابو خالد یزید بن ہارون السلمی الواسطی المتوفی ۵۲۰۶ھ (۲۲) ابو صالح عبد اللہ بن صالح الجہنی المصری المتوفی ۵۲۲۲ھ (۲۳) ابو محمد حجاج بن محمد الاعور المصیصی الترمذی المتوفی ۵۲۰۶ھ (۲۴) القاضی علی بن مجاہد الکابلی المتوفی ۵۱۸۱ھ۔

شیخ ابو معشر کی احادیث اور مرویات کو اہل علم نے مستند اور قابل اعتماد مانا ہے۔ ائمہ صحاح ستہ میں سے امام ابو عیسیٰ ترمذی نے دو ایسی حدیثیں روایت کی ہیں جو ابو معشر کے واسطے سے منقول ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث تو امام ترمذی نے ”باب ماجاء ان بین المشرق و المغرب قبلۃ“ میں موجود ہے، یہ حدیث امام ترمذی نے مندرجہ ذیل سلسلہ اسناد کے ساتھ روایت کی ہے: ”حدثنا محمد بن ابی معشر نا ابی عن محمد بن عمرو اللیثی عن ابی سلمۃ (عبد اللہ بن عبد الرحمن الزہری المزنی) عن ابی ہریرۃ (رضی اللہ عنہ) قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما بین المشرق و المغرب قبلۃ، یہ حدیث امام ترمذی کو یحییٰ بن موسیٰ عن محمد بن ابی معشر الخ کی سند سے بھی پہنچی، اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں کہ ”ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث اور کئی طریقوں سے بھی مروی ہے اور ابو معشر جن کا نام نجیح ہے اور بنو ہاشم کے مولیٰ تھے، کے حافظہ کے باعث ان کی شخصیت کے بارے میں بعض اہل علم نے کلام کیا ہے۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری

فرمایا کرتے تھے کہ میں تو ابو معشر کی کوئی حدیث روایت نہیں کرتا، اگرچہ لوگوں نے ان سے روایت کی ہے اور میرے نذدیک ابو ہریرہؓ والی یہ حدیث ابو معشر کے واسطے کی نسبت عبد اللہ بن جعفر کے واسطے سے روایت کی جائے تو زیادہ قوی اور صحیح ہے ۱۔ دوسری حدیث جو امام ترمذی نے ابو معشر کے واسطے سے نقل کی ہے وہ ”باب ماجاء فی حث النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الهدیۃ“ میں موجود ہے، حدیث کی سند اور متن یوں ہے: ”حدثنا ازهر بن مروان البصري حدثنا محمد بن سواء حدثنا ابو معشر عن سعید عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: تهادوا فان الهدیۃ تذهب حرا الصدر و لا تحقرن جارة لجارتها ولو شق فرس شاة“، (ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو کیونکہ ہدیہ سینہ کی جلن کو ختم کردیتا ہے، کسی پڑوسن کو اپنی پڑوسن کے ہدیہ کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے یہ ہدیہ بکری کے پائے کا ایک حصہ ہی کیوں نہ ہو)، یہ حدیث نقل کرنے کے بعد امام ترمذی نے کہا ہے کہ ”یہ حدیث اس واسطے سے غریب ہے“، پھر ابو معشر کے بارے میں وہی کلام دہرایا ہے جو پہلے گزر چکا ہے، امام بخاری نے یہ حدیث کتاب الہبہ کے شروع میں ایک اور سند کے ساتھ روایت کی ہے ۲۔

امام احمد بن حنبل نے بھی ابو معشر کی احادیث کو قبول کیا ہے۔ امام موصوف نے شراب کی حرمت کے ضمن میں ابو معشر کی ایک حدیث نقل کی ہے جس کی سند اور متن یوں ہے: ”حدثنا هاشم بن القاسم حدثنا ابو معشر عن موسى بن عقبه عن سالم بن عبدالله عن اييه قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: کل مسکر حرام و ما اسکر کثیرہ قلیلہ حرام“، یہ حدیث خطیب نے محمد بن ابی معشر کے واسطے سے روایت کی ہے اور پیچھے گزر چکی ہے۔

(۱) تحفة الاحوذی ۱: ۲۸۹

(۲) ایضاً ۳: ۱۹۴

(۳) مسند احمد حدیث ۵۶۳۸

محمد بن عمر الواقدی نے اپنی کتاب مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شیخ ابو معشر کی متعدد روایات اور اقوال نقل کئے ہیں مثلاً مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ۱۲ ربیع الاول کو وارد ہونا اور سریہ اہل نخلہ میں عبداللہ بن جحش کا امیر المومنین کہلانا ابو معشر سے منقول ہے ۱۔ کتب سیرت میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر مقتولین کفار میں سے عقیل بن الاسود الاسدی کو کس نے قتل کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے؟ الواقدی اس سلسلے میں ابو معشر کا قول نقل کرتے ہیں کہ ”قتله علی وحده“ (اسے حضرت علی نے اکیلے ہی قتل کیا تھا ۲)، اسی طرح ابو العاص بن قیس الجمحی کے قتل کے سلسلے میں جو اختلاف ہے اسے بھی ابو معشر یہ کہہ کر ختم کرتے ہیں کہ ”قتله علی علیہ السلام ۳“، الواقدی نے غزوہ بدر کے علاوہ غزوہ احد، غزوہ بئر معونہ، غزوہ بدر الصغری، غزوہ المریسع، غزوہ خندق، غزوہ الحدیبہ، غزوہ القضیہ، غزوہ خیبر، غزوہ موتہ، غزوہ طائف، غزوہ حنین، غزوہ تبوک اور بنو خزاعہ کے معاملے کے سلسلے میں پیش آنے والے واقعات کی متعدد تفصیل ابو معشر السنذی کی زبانی نقل کی ہیں۔

امام ابو جعفر محمد بن الطبری نے بھی اپنی تاریخ میں ابو معشر سے بے شمار روایات نقل کی ہیں۔ مثلاً عبداللہ بن سلام سے تخلیق کائنات اور تخلیق آدم کے سلسلے میں جو روایات منقول ہیں وہ بھی طبری نے ابو معشر السنذی کے واسطے سے نقل کی ہیں ۴۔ اسی طرح طبری نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت کے بارے میں یہ قول بیان کر کے کہ ان کی مدت خلافت دو

(۱) کتاب المغازی ص ۱، ۱۱۱۔

(۲) ایضاً ص ۱۵۲

(۳) ایضاً ص ۱۵۴

(۴) تاریخ الطبری ۱: ۴۰، ۴۴۔

سال تین ماہ دس دن تھی۔ لکھا ہے کہ : وکان يقول ابو معشر کانت خلافتہ سنتین و اربعة اشهر الا اربع لیل (ابو معشر کہا کرتے تھے کہ ان کی خلافت دو سال چار ماہ تھی جن میں سے چار راتیں کم تھیں) ۱، اس کے علاوہ بھی طبری نے شیخ ابو معشر کے بہت سے اقوال پر اعتماد کیا ہے مثلاً سنہ ۱۳ھ میں حضرت عبدالرحمن بن عوف کا امیر الحجاج مقرر ہونا اور سنہ ۳۱ھ میں غزوۃ الاساوہ والے بحری معرکے ۲ کا پیش آنا وغیرہ۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ سرزمین سندھ کے اس عظیم فرزند کے بارے میں اہل علم کیا آراء رکھتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ابو معشر السندي کے بارے میں بہت اچھی رائے رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ان کی احادیث مضطرب الاسناد ہوتی ہیں تاہم میں ان کی احادیث لکھتا ہوں اور انہیں قابل اعتبار جانتا ہوں۔ امام احمد سے ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ تفسیر قرآن کے ضمن میں ابو معشر کی وہ احادیث قابل اعتبار اور لکھنے کے لائق ہیں جو وہ محمد بن کعب القرظی کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔ امام احمد کے فرزند عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ ابو معشر مغازی کے ماہر اور صدق گفتار تھے البتہ حدیث کی سند میں ان سے گڑ بڑ ہو جاتی تھی (کان بصیرا بالمغازی صدوقا و کان لایقیم الاسناد)۔ امام ابو حاتم الرازی سے بھی یہی منقول ہے کہ امام احمد بن حنبل ابو معشر کے بارے میں اونچی رائے رکھتے تھے۔ ابو حاتم کا قول ہے کہ میں پہلے تو ابو معشر کی احادیث لینے سے اجتناب کرتا تھا لیکن جب میں نے امام احمد کو دیکھا کہ وہ ان کی احادیث کو قبول کرتے ہیں تو میں نے بھی ان پر اعتماد کیا اور ان کی احادیث لکھنے لگا، مشہور محدث ابن عدی کا قول ہے کہ حدث عنه الثقات، و مع صفہ یکتب ۳ حدیثہ (ان سے ثقہ راویوں نے حدیث

(۱) ۲۱۲۸: ۱

(۲) تاریخ الطبری ۱: ۲۲۱۲، ۲۰۹۰

(۳) تہذیب التہذیب ۱۰: ۳۱۹

لی ہے اور ضعیف راوی ہونے کے باوجود ان کی حدیث لکھی جاتی ہے)۔ حافظ شمس الدین الذہبی ابو معشر کے بارے میں لکھتے ہیں : و کان من اوعية العلم علی نقص فی حفظه ، (کہ حافظہ ناقص ہونے کے باوجود وہ علم کے ذخائر میں سے ایک ذخیرہ تھے)۔ ابن البرقی نے ابو معشر کو ان روایت میں شمار کیا ہے جن کی روایات قصص و اخبار کے باب میں قابل اعتماد ہیں۔ ابن سعد انہیں ضعف کے باوجود کثیر الحدیث راویوں میں شمار کرتے تھے ، یحییٰ بن معین کے ایک شاگرد ابن ابی مریم کا قول ہے کہ یحییٰ بن معین ابو معشر کو ضعیف الاسناد خیال کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ابو معشر کی مسند احادیث تو لکھنے کے قابل نہیں البتہ ان کی ہلکی نوعیت کی احادیث (رقاق الحدیث) لکھی جاسکتی ہیں ۲۔

امام بخاری انہیں منکر الحدیث قرار دیتے تھے۔ اسی طرح امام نسائی اور امام ابو داؤد بھی انہیں ضعیف راویوں میں شمار کرتے تھے۔ امام ترمذی نے ان کی احادیث لکھی ہیں۔ تاہم یہ بھی لکھا ہے کہ اہل علم کو ان کے حافظے کے بارے میں کلام ہے۔ محمد بن عثمان ابن ابی شیبہ بھی ابو معشر کو ضعیف الحدیث قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کی وہ احادیث تو اچھی ہیں (احادیث صالحہ) جو وہ محمد بن قیس اور محمد بن کعب سے روایت کرتے ہیں لیکن نافع اور سعید المقبری سے منکر احادیث ہی روایت کرتے تھے۔ امام یحییٰ بن سعید القطان کے ایک شاگرد ابو حفص عمرو بن علی النبلاسی بھی ابو معشر کے بارے میں یہی رائے رکھتے تھے۔ البتہ انہوں نے نافع اور المقبری کے ساتھ ہشام بن عروہ اور محمد ابن المکندر والی احادیث کا بھی اضافہ کیا ہے ۳ ابو معشر کے بارے میں ان تمام آراء کا سبب یہ ہے کہ ضعف پیری کے باعث

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۱: ۲۱۶

(۲) تہذیب التہذیب ۱۰: ۴۱۹ تا ۴۲۲

(۳) تہذیب التہذیب ۱۰: ۴۱۹ تا ۴۲۲

ان کا حافظہ کمزور ہو گیا تھا ورنہ ان کی دیانت، صداقت اور امانت کے بارے میں کسی نے کچھ نہیں کہا۔ لیکن روات حدیث میں سے ایک شخص ایسا بھی ہے جس نے حضرت ابو معشر پر کذب بیانی کا الزام لگایا ہے لیکن یہ الزام عناد اور بددیانتی پر مبنی ہے کیونکہ الزام لگانے والے کا خود کاذب ہونا ثابت ہے، حالانکہ اس نے ابو معشر پر صرف الزام لگایا ہے ثابت نہیں کیا۔ اس شخص کا نام ابو جزی نصر بن طریف القصاب الباہلی البصری ہے جس نے کہا تھا کہ ”ابو معشر الکذب من فی السماء و من فی الارض“، ابو جزی کا یہ قول من کر یزید بن ہارون نے کہا تھا کہ اہل زمین کے بارے میں تیرے علم کا یہ عالم ہے تو آسمان کے بارے میں تیرے علم کا کیا حال ہوگا! (یعنی اہل زمین میں سے تو کوئی بھی ابو معشر کو کاذب نہیں کہتا لیکن تو اپنی جہالت اور عناد کے باعث انہیں اکذب الناس تصور کرتا ہے حالانکہ اس زمین پر کتنے بڑے کذاب ہوں گے مگر ان کا تو تجھے علم ہی نہیں تو پھر آسمان پر تجھے کونسے کذاب نظر آئے جن میں ابو معشر سب سے بڑا ہے!)، مشہور محدث احمد بن سنان کہتے تھے کہ میں جب ابو معشر کے بارے میں ابو جزی کا یہ قول سنتا ہوں تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر میں اسے ابو جزی کی محض یا وہ گوئی نہ خیال کرتا تو میں کہتا کہ باللہ العظیم یہ ابو جزی تو کافر ہے! یہ ابو جزی وہ شخص ہے جو وضاعین میں شمار ہوتا ہے، مرض میں اپنی پھیلائی ہوئی موضوعات سے تائب ہو گیا اور اپنے جھوٹ کا اعتراف کر لیا مگر جب صحتیاب ہو گیا تو پھر اپنی موضوعات کی صداقت پر اصرار کرنے لگا، مگر اب تو پول کھل چکا تھا اس اٹے کذاب اور وضاعین حدیث میں شمار ہونے لگا۔ یزید بن ہارون السلمی ابو جزی کا ذکر سنتے تو کہتے کہ اس نے شیخ ابو معشر پر اتنی بڑی تہمت لگائی مگر اللہ تعالیٰ نے ابو معشر کا مرتبہ بلند کیا اور ابو جزی کو ذلیل و رسوا کیا۔